

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

- * ملک و ملت کی تقدیر بدلنے کے مبارک لمحات -
- * قدر و احتساب، توبہ و مغفرت کا نادر اور بہترین موقع۔
- * ارباب اقتدار اور سیاسی زعماء کے لئے ایک ڈھیل اور ایک مہلت
- * نااہل قیادت کا شرمناک کردار اور ایک قومی المیہ
- * دینی قیادت کے سچے سزاؤں
- * اور اسلامی انقلاب کا نازک ترین اور تاریخی سازمحلہ
- * حقیقت پسندانہ تجزیہ اور بے لاگ تبصرہ

۲۴ رمضان المبارک

بعض روایات اور عمومی رجحان کے مطابق ۲۴ رمضان المبارک بیلۃ القدر کی رات ہے۔ ہزار مہینوں کی ایک رات، خیر و برکت، توبہ و مغفرت، قوموں کے انفرادی اور اجتماعی جرائم کی بخشش اور نبی کے عوام کی بختی کے مبارک ترین لمحات، ربّ قدیر و غفور کی غیبی نصرتوں اور بے پناہ رحمتوں اور مغفرتوں کے سمیٹنے اور قوم و ملت کی تقدیر بنانے کے قطعی اور موافق حالات، اس مبارک رات میں جس طرح میسر آتے ہیں سا لہا سال کی طویل ترین مدت میں بھی وہ مہیا نہیں ہو سکتے۔

اسی مبارک تاریخ کو دنیا کے نقشے پر کمرہ ارض کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے نقش و نگار ابھرے تھے۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کو دو صدیوں کے اضطراب کے بعد ہمالیہ کے دامن میں پھیلا ہوا ایک ایسا مقدس خطہ زمین میسر آیا تھا جسے وہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا کر پوری فکری اور عملی آزادی کے ساتھ اپنی زندگی کو خالص اسلامی خطوط پر استوار کر سکیں۔ اور اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس ملک کو نظام اسلام کا مستحکم حصار بنا کر اسلامی روایات و اقدار کی حفاظت کر سکیں۔

مگر آج جس دینی جذبہ، جس ایمانی ولولہ، جن مقدس سزاؤں اور خالص اسلامی غیرت و حیثیت کے ساتھ ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا وہ نااہل قیادت اور خود غرض حکمرانوں اور مفاد پرست قومی لیڈروں کے مفادات کی بھینٹ چڑھ گیا، اجتماعی شعور فنا ہوا، خود غرضی اقتدار کی رسوخ، قومی بے حسّی، مغربی تہذیب، عریانی و فحاشی، جھوٹ، سود خوری، دھوکہ بازی، رشوت ستانی، کام چوری، نفس پرستی اور قول و عمل کا تضاد گویا مقصود زندگی بنا دیا گیا۔ نتیجتاً ایک طرف آدھا پاکستان گنوا دیا تو دوسری طرف ہمارے دامن میں دین و اخلاق کی جوہری سہی پونجی تھی اسے بھی لٹا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ گویا آزادی کا مطلب یہ لیا گیا کہ قوم کو اسلام اور عقل سلیم کی ہر پابندی سے آزاد کر دیا جائے۔

قوں و عمل کا یہ تضاد در دو قوموں کا نہیں بلکہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل کا عملی تضاد ہے۔ قومی لیڈر اور ملکی حکمران اول روز سے اسلام کے اصلی کام کے بجائے محض نام پر قوم کو دھوکا دیتے چلے آئے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ کسی بھی حکمران قیادت نے قوم کو مکمل اعتماد اور پورے خلوص و دیانت کے ساتھ صحیح رخ پر لانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس پہلو پر کبھی سوچنا تو کیا؟ کچھ سنا بھی گوارہ نہ کیا۔

● اب جب کہ مملکت کی عمر سترہ چالیس سال سے متجا وز ہو چکی ہے متحہ شریعت محاذ کی خالص اسلامی و دینی اور نظریاتی اساس کی محافظ قیادت نے ۲۰ رمضان المبارک کی دینی و روحانی اور تاریخی مناسبت کے پیش نظر حکومت کو شریعت بل کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم دے دیا ہے اگر ارباب اقتدار نے اب بھی اپنے پیش روؤں کا وطیرہ نہ چھوڑا تو ۲۰ رمضان المبارک کے بعد فرزند ان توحید اور جان نثاران اسلام شریعت محاذ کی قیادت میں راست اقدام و موثر اور انقلابی لائحہ عمل اختیار کرنے کی منصوبہ بندی کریں گے۔

حکمرانو! سنو! اب بھی وقت ہے کہ خدا کی دی ہوئی ذمہ داری سے فائدہ اٹھا لو۔ تم اگر چاہتے ہو کہ اس ملک کی تعمیر ترقی اور مخلصانہ خدمت کی زمام تمہارے ہاتھ میں رہے۔ صحیح معنوں میں اس ملک کی پریش نیاں ختم ہوں۔ نو خدایوں کے ہر چشمہ کو بند کرنا اور اصل مرض کی بیخ کنی کا انتظام کرنا ہو گا۔ پورے خلوص، ایمان اور جرات مومنانہ کے ساتھ ملک کے جغرافیائی اور نظریاتی اساس کی حفاظت کے پیش نظر سینٹ میں علماء کے پیش کردہ نفاذ شریعت بل کو بغیر کسی ہمت و عمل کے منظور و نافذ کر کے خالق و مخلوق کے ہاں سرخروئی اور دنیا و آخرت کی سعادت مند یوں کا اعزاز حاصل کیا جاسکتا ہے۔

● مگر اس سب کچھ کے ذمہ دار تنہا حکمران ہی نہیں بلکہ حکمران ساز عوام بھی ہیں۔ سیاسی و مذہبی جماعتیں، ملک کا حساس و اشہور طبقہ اور ہر شہری اس سلسلہ میں عند اللزوم شریعت و جواب دہی کا ذمہ دار ہے۔

عام مسلمان بالخصوص علماء و مشائخ عظام اور اسلامی دعوت و انقلاب کا کام کرنے والی مذہبی و سیاسی جماعتوں کے سیاسی عمل کا اصل ہدف خالص اسلام ہی ہونا چاہئے۔ ان کا سیاسی نظریہ اور سیاسی کردار ایسی پارٹیوں سے منفرد و ممتاز ہونا چاہئے۔ جو سیاست برائے سیاست کے اصول پر میدان میں اترتی اور اپنے گروہی و جماعتی مفادات کی خاطر ملکی و ملی اور قومی مفادات کو تاراج کر دیتی ہیں۔

ایوان بالا میں علماء کے پیش کردہ شریعت بل، پھر ۲۰ رمضان المبارک سے شریعت محاذ کا حکومت کو اس کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم بصورت دیگر راست اقدام کی منصوبہ بندی اور محفوس لائحہ عمل کے پیش نظر توقع قطعی کہ تاریخ کے اس نازک ترین دور میں حب ملک موت و حیات کی کش مکش سے گزر رہا ہے اور اس میں اسلام کے وجود و بقا کے مارے پڑے ہوئے ہیں ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں بھی عامۃ المسالین کی طرح ذاتی مفادات، گروہی تعصبات، عہدہ و

منصب کی لاپس انا اور شیطان اور جاہ و تکبر کی دسیسہ کاریوں کے چنگل میں آئے بغیر بلند تر اور عظیم تر مقاصد یعنی غفار شریعت کے لئے کام کریں گی۔ اس مشترک اور عظیم مقصد کے حصول میں ان اختلافات کو سہرا نہ بنائیں گی۔ بن کو حیثیت پر حال ثانوی ہے۔

۷۷ کی تحریک نظام مصطفیٰ کی کامیابی اور عظیم تاریخی انقلابی کارنامہ کے پس منظر میں یہی جذبہ کار فرما تھا مگر افسوس کہ جیسے اقتدار کا چہرہ بدلا سیاسی زعماء اور خود نظام مصطفیٰ کا نام لینے والی بعض مذہبی جماعتوں اور علمائے، بھگو منزل مقصود کے حاصل ہونے سے پہلے پہلے اپنی اپنی راہ اختیار کر لی اور بیابانگ دہل یہ کہہ کر رہے

سبواپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

کئے جاؤمے خوار و کام اپنا اپنا

قومی وحدت، باہمی اتحاد، ملی یک جہتی و اعتماد اور عامۃ المسلمین کے توقعات کو بے دردی سے کچل دیا۔ جس سے فوجی اقتدار کو زبردست تقویت حاصل ہوئی۔ اور تحریک کا ثمرہ تنہا صدر ضیاء الحق کی گود میں ڈال دیا گیا۔ منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

اسلامی انقلاب کے لئے جہاد اور باہمی اتحاد کے ناک شکست نعرے ابھی فضا میں گونج رہے تھے و عہدوں اور معاہدوں کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ان کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ نظام مصطفیٰ کی راہ سب بھول گئے اور پھر سے پوری فضا طعن و تشنیع اور سب و دشنام کے غلیظ دھوئیں سے بھر گئی۔

ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ آزمودہ سیاسی شاطروں نے پھر سے نیا پینٹر ابدلا اور تحریک بحالی جمہوریت کے نام سے قوم کو سڑکوں پر نکال کر محض انقلاب اور بے مقصد انقلاب کے لئے لاکھوں اور گولیوں اور ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے کی مہم تیز تر کر دی مگر قوم نے یہ کہہ کر کہ ع

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسری بار ڈیسے جانے سے خود کو بچا لیا اور ایسوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنا دیا۔

● قوم حکمرانوں کے وطیروں اور سیاست دانوں کی چالوں کو پرکھ چکی تھی اس حکومت کی منافقت ظاہر ہو چکی تھی اور اب اقتدار پر انہیں کوئی اعتبار نہیں رہا تھا۔ وہ مغربی لادین سیاست اور اس کے علمبرداروں کو ٹھکرا چکی تھی۔ وہ حکمران پاکستان کے شہداء ۶۷ کی تحریک ختم نبوت کے پروانوں اور ۷۷ کی نظام مصطفیٰ کے ہزاروں جاں نثار نوجوانوں کے لہو و آہرو کا احترام اور نقد صلہ و انعام چاہتی تھی۔ قوم نفاذ اسلام کے لئے مؤثر تحریک اور انقلابی نظام کے لئے انقلابی کردار چاہتی تھی۔

اسلامی پاکستان کی دلچسپیوں کا مدد نہ مارشل لا کا ہٹانا تھا نہ جمہوریت کی بحالی اور نہ اقتدار کی منتقلی

یا تبدیلی، ان کی نگاہیں نظام اسلام کے غلصے اور انقلابی داعیوں کے بغرض کردار کے تجسس میں مقبض ہیں کہ ایسے میں بقیۃ السلف، استناد الیہما شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی دعوت و تحریک پر ملک کے تمام مسکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے ۲۲ دینی و سیاسی تنظیموں اور جماعتوں کے باہمی اتحاد اور اس کے نتیجے میں متحدہ شریعتی محاذ کی صورت میں ایک موثر عظیم اور خالص دینی قیادت ابھری۔ اور داعی کو پہلے ہی مرحلہ میں صدر منتخب کیا گیا۔ شریعتی محاذ نے قلیل ترین عرصہ میں تحریک نفاذ شریعت کو پورے ملک میں اور عالمی سطح پر منفار فکریا، چنانچہ اسلامی فکر اور دینی درد رکھنے والے ملکی باشندوں اور بیرون ملک باخبر حضرات کے لئے شریعت بل گویا ان کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ پاکستان کے سیاسی ماحول میں اختلافات کے کوئی حدود قائم نہیں۔ شخصی اختلاف یا سیاسی انتقام میں دینی اقدار کی توہین کر دینا ایک فیشن بن چکا ہے۔ وزیر اعظم جنیجو یا انہی کی بات کہنے والے سیاسی لیڈر بڑے دھڑلے سے فکر آخرت اور خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر یہ کہہ دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ "وہ شریعت بل کے مخالف ہیں" اس قسم کے بے بنیاد اور سراسر لغو خیالات کا اظہار کر کے شریعت بل کی منظوری میں رکاوٹ اور نفاذ شریعت کے عمل میں تعطل کے بدترین ایلیے سے قوم و ملت کو روچا کر دینے کو سیاسی فتح اور شجاعت و بہادری کا معیار قرار دیا جا رہا ہے۔ نفاذ شریعت کے غلصے داعیوں پر کچھ اچھے کامشغل سستنا اور دوسروں کو بدنام کرنے کا عمل آسان و آزار ناست ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اخباری بیان بازی کی نہ ختم ہونے والی جنگ بسوس یہاں کی صحافت کا بھومر ہے۔ ایسے ماحول میں نفاذ شریعت کے لئے اس قدر وسیع تر و باوقار اتحاد قائم ہونا اور چہر قلیل ترین مدت میں منزل کے قریب ہو جانا اسے نظام شریعت کا معجزہ قرار دے بغیر کوئی دوسری توجہ یہ ممکن نہیں۔

الحمد للہ کہ ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خالص تحریک نفاذ شریعت کے لئے دینی اور اسلامی قوتوں کا فکری و عملی طور پر ایک مضبوط اتحاد قائم ہو چکا ہے جس کی نظیر ماضی قریب میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ علماء اور دینی قوتیں اپنے علم و حکمت اور مقام و منصب کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کسی شاطر سیاست کے مفادات کی بھینڈ پٹھے بغیر ایک موثر وحدت اور ناقابل شکست قوت بن چکے ہیں۔ علماء کو پاکستان کی چالیس سالہ سیاسی زندگی کا بابر الہ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ سیاست دانوں نے انہیں ہمیشہ اپنے ہاتھوں کا کھانا بنانے کی کوشش کی ہے۔ انہیں علماء ہی کے مار و غم اور جہا دو عمل کے سہارے اقتدار کے ایوان تک پہنچنے کا سہارا ملا۔ مگر جب مقصد حاصل ہوا تو علم و عمل کی ان مقدس سگڑ مظلوم سپر ھیلوں کے پر خچے اڑا دئے۔ علماء کے سہارے اپنی سیاست و سیادت اور حکومت و بیادت کے ایوان تعمیر کئے۔ مگر جب اقتدار کے وارث ہوئے تو اپنے کندھا دینے والے علماء اور دینی قوتوں کو اسلام کا ہم لینے کے جرم میں پابند قید و سلاسل کر دیا۔

الحمد للہ کہ اب کی مرتبہ ملکی سیاست کے نباض اور حساس طبقہ علماء اور ۲۲ مذہبی جماعتوں کے دینی در

سے سرشار رہنے والے باہمی اعتماد اور ایک مضبوط اتحاد قائم کر کے خالص نفاذِ شریعت کی تحریک چلانے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنی دینی بصیرت کا ثبوت دیا۔ خدا کا شکریہ کہ ان کی سیاست خالص اللہ کی رضا مندی اور غلبہ دین کے لئے مفید ثابت ہو رہی ہے ان کی جنگ خدا کے لئے ہے۔ اور خدا کی نصرت ان کے ساتھ ہے۔ وہ کسی طالع آزمائے، خود غرض سیاست دان یا دائیں اور بائیں بازو کے کسی ایجنٹ کے آلہ کار نہیں بن رہے۔ ان کی عملی سیاست کا فائدہ کسی غریب اور ابن الوقت پارٹی یا اس کے لیڈر کو نہیں پہنچ رہا۔ ان کی قیادت میں کام کرنے والے در کمر خود کشتی نہیں کر رہے حرام مٹ کی راہ نہیں بلکہ شہادت اور اخروی سعادت کی راہ چل رہے ہیں۔ موجودہ دور میں سیاست اور دین کی پیوندکاری جس قدر مشکل اور دل گدے کا کام ہے اسی قدر الحمد للہ اہل حق کا یہ قافلہ کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

علماء کے لئے سیاست میں اس قدر محو ہو جانا کہ دینی مزاج اور اسلامی روح نگاہوں سے اوجھل ہو جائے حرام ہے علماء منصب نبوت کے وارث ہیں وہ اس دور انحطاط کے مضر، مغرب زدہ، اور پرفریب سیاست دانوں کے نقال اور جانشین نہیں۔ شریعت محاذ کی علمی و روحانی اور فعال قیادت کو اب کے نازک ترین حالات میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مددِ الٰہی کے وارث ہونے کا انقلابی کردار ادا کرنا ہے۔ صبر و تحمل، حکمت و تدبیر، دانشمندی و بیداری، خلوص و لہیت، استقامت و شجاعت، حق گوئی اور جذبہ جہاد سے سرشار کارکنوں اور غلصہ ور کروں کی دلجوئی۔ بہت راسخانی اور ان کا مکمل اعتماد حاصل کر کے آگے بڑھنا ہے۔ مذاکرات کی میز ہو، پارلیمنٹ کا ایوان ہو، جلسہ گاہ کا میدان ہو، جلوس کی گزرگاہ ہو یا مقتل کا سامان ہو۔ قوم نے محاذ کی عظیم علمی و اسلامی اور روحانی و انقلابی قیادت پر اعتماد کیا ہے۔ اور ان کے انقلابی فیصلوں کی منتظر ہے۔ قوم نفاذِ شریعت کے لئے اپنے خون سے تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ اور لہو سے رنگین داستان ثبت کر کے خود کو جاوداں کر دینے کے عزائم رکھتی ہے۔

امام احمد بن حنبل کے ہم ہیں ماننے والے

شجاعت کی یہاں قائم روایت ہم نے کرنی ہے

فرزندانِ توحید اور اسلام کے جیائے سپوت سمجھتے ہیں کہ آزمائش و امتحان کے ایسے نازک ترین لمحات اور ایسا

تاریخ ساز اور فیصلہ کن مرحلہ شاید پھر نصیب نہ ہو۔ جہاں دو پیہم اور جہد مسلسل کی گھڑی قریب آ پہنچی ہے۔ اب ہمارا نعرہ ہمارا شعار، ہماری لگن اور ہمارا فیصلہ ایک ہی ہے کہ شریعت بل منظور کر واکر نافذ کر آئیں گے اور عظیم شیعہ حاصل کریں گے۔ حق کی سر بلندی اور باطل کی سرکوبی کے مراحل سے مردانہ وار گزریں گے درہ شہادت، دنیا و آخرت کی سعادت اور ایک حیاتِ جاوداں سے جس پر کروڑوں سال کی زندگیاں قربان ہوں بارگاہ ربوبیت سے نوازے جائیں گے۔

• تحریک نفاذِ شریعت کے اس نازک ترین اور تاریخ ساز موڑ پر دہریے، سوشلسٹ، کمیونسٹ، لائین عناصر اور وزیر اعظم جنیجہ سمیت بعض نادان سیاست دان شریعت بل کے بارے میں امریکہ کی زبان بول رہے ہیں

اسلام کا نام لے کر، اسلام کے کام اور نظام سے بغاوت کی جارہی ہے اور اسے پارلیمنٹ ہی سے نہیں ملک سے باہر کر دینے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کی جارہی۔ ملک و قوم اور دین و ملت کے ایسے مجرموں (اور بزدلوں) کے رہنماؤں سے ہماری ہمدردانہ گزارش یہ ہے کہ:-

محترم! ملک کے عوام ہوشیار اور بار بار کے سیاسی تجربوں سے بیدار ہو چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ڈور کا سہرا کس کے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے تحریک نفاذ شریعت سے مخالفانہ رویے پر عوام کے ذہن میں اس کی وجہ سوائے اس کے مشکل ہی سے آتی ہے کہ یہ سب کچھ ذاتی مفادات کے تحت ہو رہا ہے۔

جناب! یہ روش اور یہ طریقہ اور نفاذ شریعت سے غمناک و اعتراض اور مخالفت و عداوت کا یہ مجرمانہ رویہ تمہارے حق میں سرگزشت مفید نہیں۔ اس سے تم اپنے مستقبل کو تاریک بنا رہے ہو۔ اور اپنے کیمپ سے لوگوں کو بد دل کر رہے ہو۔

خدا! کچھ تو سوچیے! آخر وزیراعظم جنیجو کو لندن میں بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے شریعت بل کی مخالفت کا اعلان کیوں کر نہ پڑا؟ اور ملک میں حکومت کے مخالف سیاست دان بھی جنیجو صاحب کی زبان میں بات کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم یہ نہ بھی کہیں کہ ”تم دین کے خلاف سازش کر رہے ہو“ تب بھی عوام سمجھتے ہیں کہ یہ کن لوگوں کے لئے راستہ صاف کیا جا رہا ہے؟

ہو اگر قوتِ فرعون کی درپردہ مرید

قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیمِ الہی

پر تسمتی سے ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ ہمارا سیاسی مسابقت کے عمل میں سیاسی پالیسیاں اپنے اصل مرکز سے ہٹی ہوئی ہیں شریعت بل کے سلسلہ میں حکمرانوں، سیاستدانوں اور بعض نادان دوستوں کے اخباری بیانات پڑھ کر ہڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عام افراد سے قطع نظر قومی سطح کے رہنماؤں تک نے بھی سیاسی جدوجہد کے دوران اپنی صحیح حیثیت کو مستحضر نہیں رکھا۔ حالانکہ مسلمانوں کو کسی بھی مرحلے میں یہ چیز نہیں بھولنی چاہئے کہ ان کا مقصد زندگی، دین پہلے ہے اور سیاست بعد میں۔ آج کے سیاست کاروں کا اصل محور فکر و عمل، اقتدار کی تبدیلی، حکومت کا حصول، جاہ و منصب و وزارت اور اقتدار تک رسائی ہوتا ہے۔ مگر یہ راستہ ان لوگوں کو قطعاً راس نہیں آتا جن کی روٹی تک دین کے نام پر بنتی ہے۔ میدانِ سیاست، قدم قدم پر نفس و شیطاں کی دیسیہ کاریوں کی وجہ سے ایک دشوار گزار خارزار بن چکا ہے۔ سیاست بازی کی غلط چال نے ہلاکت خیزی اور قوم کے سیاسی شعور کا استحصال کر دینے والی ذہنی تاویلات اور مدامت و مصالح کا غیر متناسب دفتر کھول دیا ہے اور اسلامی سیاست کاری کے اصل مقاصد اور مصالح، ان فرسودہ تاویلات کے انبار میں گم ہو گئے ہیں۔

مذہبی نقطہ نظر سے جب مسلمان ایسی فرسودہ تاویلات کا سہارا لے کر بنیادی عقائد یا نظام شریعت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو ملت کی ابدی وحدت کی خاطر اسلام اپنے دائرے میں ایسے کسی بھی باغی فرو یا جماعت کو روا نہیں رکھتا۔

ایسے حالات میں سلامتی و حفاظت اور نجات و ہدایت کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ صرف اور صرف انابت الی اللہ، دل کا سوز و گداز، ہدایت کی طلب اور استقامت علی الدین ہے۔ فکر و عمل کا محاسبہ، سیاسی پالیسی کا احتساب، قرآن و سنت کی تعلیمات سے مطابقت کا بر اور اسلاف امت کے عمل کا توارث اور ہر قدم پر بارگاہِ صمدیت میں گڑ گڑا ہٹ اور استخارہ ہے۔ جس کے لئے رمضان المیارک کی ستائیسویں رات نہایت موزوں ہے۔ کہ اس شب میں ترقی و تقرب الی اللہ کی رفتار عام اوقات کی نسبت ہزار چند بڑھ جاتی ہے ع

طے شود منزل صد سالہ بہ آہے گاہے

اگر طلب صادق ہوگی تو قلوب سے ضد، عناد، ہٹ و صرمی اور انانیت کچل دی جائے گی۔ گروہی تعصب اور جتنے بندیوں کی لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ مغربی سیاست کے لعنتی طوق و سلاسل سے نجات مل جائے گی اور یہ حقیقت بے غبار ہو کر سامنے آجائے گی کہ ایک مسلمان کو سیاست کے میدان میں کیوں داخل ہونا چاہیے؟

عبدالقیوم شتالی

وضو نم رکھنے کے لئے جو تے پنبہ بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

طہ و ص
پائیدار - دلکش - موزوں اور
واجبی نرخ پر جو تے پنبہ ہے

سروس شوز



مرفند حسین مرفند آفر